(غلام گردش)

جنگ کی تیاری

شکم زرخیزی صاحب کو جب یہ معلوم ہوا کہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جنگ ہوسکتی ہے تو ازحد پریشان ہوگیا۔ پریشانی اس درجہ زیادہ تھی کہ دیکھی نہ جاتی تھی۔ لہذا سب اہل محلّہ انہیں دیکھ دیکھ باہم پوچھتے تھے کہ اللہ خیر کریگا، آپ اس حد غمگین کیوں ہیں۔ فکر نہ کریں۔ اگر ایٹمی جنگ ہوئی تو خیر سے دونوں ملکوں میں ایک بھی شخص زندہ نہیں رہ پائیگا۔ لہذا بےغم ہوجائیں۔

شکم زرخیزی کی اصل پریشانی جنگ کے اندر چھپے ہوئے چند خدشات کے بارے میں تھی۔ انکے قریبی دوست دائم کریلوی نے انہیں اطلاع دی تھی کہ جنگ کی صورت میں یہ المیہ بھی ہوسکتا ہے کہ نہاری، ہریسہ اور سری پائے پکانے والی دکانیں بند ہوجائیں۔ دائم کریلوی نے بات جنگ کے تجربہ کی بنیاد پر کی تھی۔ تجربہ اس درجہ لامحدود تھا کہ محلے میں خواتین کی لڑائیوں کے علاوہ کوئی دیگر جنگ نہ دیکھی تھی۔ خبر تو زرخیزی کیلئے قیامت سے بھی بڑھ کر تھی۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اسکے شہر میں ایک ایسا دن آئیگا جس روز مرغن کھانے کی ساری دکانیں بند ہوجائینگی۔ اخبارات میں کیونکہ ہر جگہ مشکل سی باتیں لکھی ہوئی تھیں لہذا اس نے ممکنہ جنگ کی مکمل اور بھرپور تیاری شروع کردی۔ سب سے پہلے انہوں نے گھر کیلئے دو ڈیپ فریزر خریدے۔ اسکے بعد وہ محلّہ کے کونے میں نائی کی دکان پر گیا اور راز داری سے کہنے لگے کہ تم نہاری، حلیم اور سری پائے کی پانچ دیگیں کتنے گھنٹوں میں بنالوگے۔ نائی زرخیزی کو پرانا جانتا تھا بلکہ بہت جانتا تھا۔ اس نے دو دن کا وقت مانگ لیا۔ زرخیزی کیلئے یہ قیامت کا وقفہ تھا۔ اس دورانیہ میں اگر جنگ ہوگئی تو پھر کیا ہوگا۔ اس نے صحیح پاکستانی ہونے کا ثبوت دیا۔ نائی کو ایک طرف لے گئے پھر دوسری طرف لے گئے۔ دونوں طرف اندھیرا تھا۔ چند ہزار روپے جلد کام کرنے کیلئے رشوت یا سپیڈ منی دی اور دیگیں فوری تیار کرنے کی استدعا کی۔ نائی بھی کائیاں تھا۔ اس نے تو تین چار دن پہلے ایک شادی کی تقریب سے چند دیگیں بچا کر رکھی ہوئی تھیں۔ ہمارے ملک میں ہر طرف صرف ایمانداری ہی ایمانداری ہے۔ لہذا نائی نے انتہائی ایمانداری سے باسی کھانے کی دیگیں رکشہ پر رکھ کر شکم زرخیزی کے گھر بھجوادیں۔ یہ تمام کھانا فوری طور پر نئے فریزروں میں منتقل کردیا گیا۔ ممکنہ جنگ کے مقابلے کیلئے یہ شکم زرخیزی کی پہلی تیاری تھی۔

مگر بھرپور تیاری باقی تھی۔ اصل میں زرخیزی صاحب انتہائی ذہین انسان تھا۔ اسے اپنے ملک کا نظام سمجھ آچکا تھا۔ سارا دن دائم کریلوی کو ایمان داری پر نصیحتیں کرتا رہتا تھا مگر جہاں موقع ملتا تھا، کسی طرح کا ہاتھ مارنے سے قطعاً نہیں چوکتا تھا۔ دائم اسکی حرکتوں سے بہت محظوظ ہوتا تھا کیونکہ اسے علم تھا کہ زرخیزی بےایمانی کے بازار میں بھی مکمل طور پر بےایمان ہے۔ دوسرا مرحلہ تھا کہ ذاتی قرضوں کے متعلق کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ زرخیزی صاحب نے فوراً اپنے قریبی دوستوں کو بلایا۔ انکو گرم پانی پلا کر پوچھا کہ جنگ کافی نزدیک ہے لہذا پیسوں کے لین دین کو کیسے مکمل کیا جائے۔ دوستوں میں صرف دو دوست قریبی تھے باقی سارے کافی دور رہتے تھے۔ دائم کریلوی اور محلّہ کے نائی پر یہ طویل فہرست ختم ہوجاتی تھی۔ خیر موضوع تھا کہ پیسے کے لین دین اور قرضوں کے متعلق کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ نائی نے سب سے پہلے کہا کہ وہ اس مجلس کا سب سے زیادہ سنجیدہ انسان ہے لہذا اسکی بات سنی جائے اور پھر مانی

جائے۔اسکے مطابق ہم سب سو فیصد پاکستانی ہیں لہذا ہمیں قرضوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ایک اہم ترین حصہ جس میں لوگوں سے رقم وصول کرنی ہے اور دوسرا حصہ جس میں لوگوں کے پیسے دینے ہیں۔اسکے مطابق روایتی طور پر پاکستان کی ساٹھ برس سے قائم و دائم حکومتوں نے کبھی بھی قرضے واپس نہیں کیے لہذا حکومتی پالیسی کے عین مطابق شکم کو کسی سے لیے گئے قرضے واپس کرنے کی ضرورت نہیں۔اتنی مناسب بات سنکر زرخیزی دھاڑے مار مار کررونے لگا۔بتایا کہ اس نے اپنے محبّ الوطن پاکستانی ہونے کا مکمل ثبوت دیدیا ہے۔اس نے ہمیشہ لوگوں سے پیسے لیکر آج تک واپس نہیں کیے۔دائم کریلوی کے مطابق گفتگو کا دوسرا حصہ بھی اہم تھا۔جب کھاتوں پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ گزشتہ چالیس برس میں شکم زرخیزی نے کبھی کسی حقدار شخص کو پائی تک نہیں دی۔اس ہنگامی بنیادوں پر بلائی گئی نشست کا اختتام اس اہم فیصلے پر ہوا کہ وصول کیے گئے قرض اور رقومات نہیں لوٹانی چاہیے کیونکہ ملک حالت جنگ میں ہے۔

لیکن ابھی کئی اہم ترین فیصلے باقی تھے۔شکم زرخیزی کو یاد آیا کہ مقامی تھانیدار اور محلّہ کے عظیم بے باک سیاستدان کے ساتھ ملکر اس نے دس مرلہ کے دو پلاٹوں پر قبضہ کرنا تھا۔یہ کام تاخیر کا شکار صرف اسلیئے ہوگیا کہ فیصلہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ پلاٹ پر قبضہ کے بعد پیسوں کی تقسیم کس طرح کرنی ہے۔تھانیدار کہتا تھا کہ اسکے سینئر افسر کے خاندان نے گرمی کی چھٹیاں گزارنے کیلیئے امریکہ جانا ہے لہذا پیسوں کی سخت ضرورت ہے۔انتہائی سینئر اور بارسوخ افسر کا حکم ٹالا نہیں جا سکتا تھا۔بزنس کلاس کے پانچ ٹکٹ اور نیویارک میں اچھے ہوٹل کے دو مہینے کے اخراجات پورے کرنا ملکی مفاد کا حصہ تھا۔لہذا تھانیدار مُصر تھا کہ قبضہ شدہ پلاٹ سے ملنے والے پیسوں کا اصل حقدار صرف اور صرف وہ ہے۔مگر محلّہ کے نڈر سیاستدان کے خیالات بالکل مختلف تھے۔انتہائی عاجزی سے کہتا تھا کہ پتہ نہیں الیکشن کب ہو جائیں۔لہذا اسے پارٹی فنڈ میں خطیر رقم جمع کروانی ہے۔تمام پیسے پارٹی کے لیڈر مرضی سے اپنے خاندان پر خرچیں گے۔مگر اسکو قومی مفاد کا نام دیا جائیگا۔بے باک سیاستدان کے مطابق اگر پارٹی فنڈ میں پیسے جمع نہ کروائے تو اسے الیکشن کے ٹکٹ کی بجائے بس کا ٹکٹ دیدیا جائیگا۔یہ دراصل اسکے مستقبل کا سوال ہے۔لہذا رقم کا حقدار صرف وہ ہے۔شکم زرخیزی کا خیال تھا کہ کیونکہ جنگ ہونے والی ہے اور یہ ملک کیلیئے ایک نازک لمحہ ہے لہذا انہیں آپس میں الجھنا نہیں چاہیے۔تھانیدار اور بے باک سیاستدان کو صرف ہوش کے ناخن لینے چاہیے۔اگر انکے پاس اپنے ناخن نہ ہوں تو بازار سے پلاسٹک کے ناخن خرید کر گزارا کرنا چاہیے۔اس نازک صورتحال کا صرف ایک حل ہے کہ پلاٹوں پر فوری قبضہ کیا جائے اور تمام رقم اسکے حوالے کردی جائے۔کیونکہ غذائی قلت کی صورت میں یہ رقم کھانے پینے کے کام آئیگی۔شکم کہتا تھا کہ یہ بھی قومی مفاد ہے کہ انسان صرف اپنے مفاد کا خیال رکھے۔اہم ترین مجلس جو کہ محلّہ کی نکڑ پر ایک چائے کے کھوکھے کے باہر ہو رہی تھی، میں کوئی فیصلہ نہیں ہوسکا۔تھانیدار کا خیال تھا کہ کیونکہ صرف دس بارہ سال سے تمام اہم لوگوں نے چائے اور بسکٹ کے واجبات ادا نہیں کیے لہذا کھوکھے کا مالک چائے میں کوئی ایسا عنصر ضرور ملاتا ہے جس سے لوگوں میں لڑائی جھگڑے کے رجحانات بڑھ جاتے ہیں۔دکاندار کی بار بار چھترول کے باوجود ہر اہم میٹنگ کا نتیجہ ہمیشہ صفر ہی نکلا۔کھوکھے کا مالک تو اب اتنا سمجھدار ہو چکا تھا کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو چائے کا بل وصول کرنے کی بجائے خود بخود ٹھانے حاضر ہو جاتا تھا۔کونے میں گھنٹوں بیٹھا رہتا تھا اور بیس چھتر کھانے کے بعد انتہائی باعزت طریقے سے واپس کھوکھے پر اطمینان سے بیٹھ جاتا ہے۔اپنی عزت کی پاسداری کا اتنا خیال تھا کہ اپنے کھوکھے کا نام ہی بے عزت ٹی سٹال رکھ ڈالا تھا۔

اپنے تعلقات پر انتہائی تفخر سے کام لیتا تھا۔اس نے ملک کا عظیم شہری ہونے کا بھرپور ثبوت دیا ہوا تھا۔چائے کی لئے کبھی بھی اصل دودھ نہیں خریدتا تھا۔ بلکہ ایک ڈیری فارم سے جعلی دودھ لیکرآتا تھا۔کیمیکل ملا یہ سفید رنگ کا ملغوبہ چائے میں دودھ کا کام کرتا تھا۔ پتی بھی نہیں بدلتا تھا۔ بلکہ دو چمچ پتی سے سینکڑوں کپ چائے کے تیار کردیتا تھا۔اسکی دکان کے باہر لکھا ہوا تھا کہ ایمانداری اسکے پیشہ کا بنیادی اصول ہے۔مگر وہ اپنی ذاتی روش کو خود ہی ایمانداری کا نام دے دیتا تھا۔

شکم زرخیزی کو چین نہیں آرہا تھا۔دن میں جاگتے جاگتے گھنٹوں کیلئے سوجاتا تھااوررات کوسوتے سوتے گھنٹوں کیلئے دوبارہ سوجاتا تھا۔ڈیپ فریزر میں ھریسہ، حلیم اورسری پائے لبالب بھردیے تھے۔مگر اسے گمان تھا کہ ابھی اسکی تیاری مکمل نہیں ہوئی۔اس نے اپنے بچوں کو بلایا۔درمیان میں صوفے پر لیٹ کرنصیحت کی کہ جنگ ہونے والی ہےاوراس نے تمام تیاری تقریباً مکمل کرلی ہے۔اب وقت ہے کہ اپنے تمام تجربات انتہائی دیانتداری سے اولاد کو منتقل کردے۔پہلی نصیحت یہ تھی کہ کیونکہ ملکی حالات گزشتہ ساٹھ سال سے دگرگوں ہیں لہذا انکی قطعاً فکرنہیں کرنی چاہیے بلکہ صرف اورصرف اپنی ذاتی دولت اورمنفعت کیلئے محنت کرنی چاہیے۔دوسری نصیحت تھی کہ اگرکوئی مسئلہ پڑجائے یاکوئی ایشو ہو،توہمیشہ طاقتورفریق کے ساتھ کھڑاہونا چاہیے۔کمزورفریق کواپنے آپ سے تین یاپانچ کلومیٹر دور رکھنا چاہیے۔اگرخدانخواستہ طاقتورفریق بیوقوفی سے ہارجائے،توسب سے پہلے کمزورانسان کے گھر مٹھائی کا ڈبہ بلکہ کئی ڈبے پہنچانے چاہیے۔اورضرور بتانا چاہیے کہ ضعف کے باوجود صرف اورصرف آپکی کوششوں اوردعاؤں کی بدولت جیتا ہے۔تیسری نصیحت تھی کہ الیکشن ہمیشہ حکومتی جماعت سے منسلک ہوکرلڑنا چاہیے۔اگرکسی وجہ سے حکومتی پارٹی ہارجائےتوایک لمحہ ضائع کیے بغیرنئی حکومتی پارٹی میں فوراً شامل ہونا چاہیے۔اوراسکے حق میں پورے محلّہ میں بینرسجادینے چاہیں۔چوتھی نصیحت یہ کہ اپنی کہی ہوئی بات پرکبھی عمل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہی ہماراقومی وطیرہ ہے۔یہ کسی بھی طریقے سے غلط نہیں کیونکہ اوپر سے نیچے تک سب یہی کچھ کررہے ہیں۔

نصیحتیں جاری تھی کہ شکم زرخیزی کے کھانے کاوقت ہوگیا۔اس نے گرم حلیم کی پلیٹ سامنے رکھی اوراہلیہ سے گلہ کیا کہ آج نان قطعاً گرم نہیں ہیں۔ بھلا حالتِ جنگ اور نازک حالات میں ٹھنڈے نان کیسے اورکیونکر کھائے جاسکتے ہیں۔یہ توملکی مفاد کے عین خلاف ہے!

راؤ منظر حیات